تمام مسلمانوں بالخصوص ذمہ داروں کے دل میں ذمہ داری کا جذبہ بیدار کرنے میں معاون تحریر

احساسِ ذمہ داری

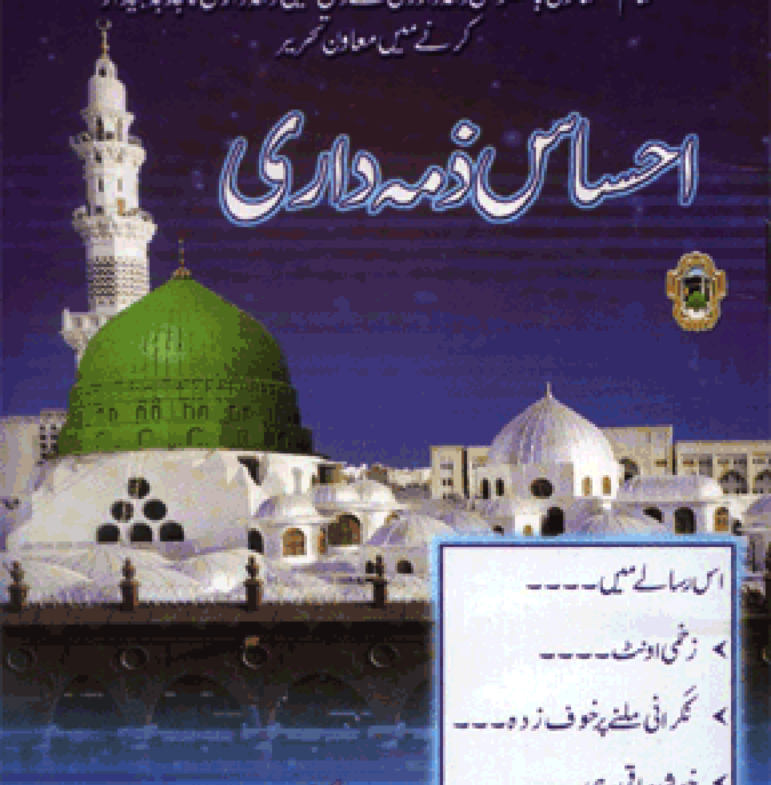

اس رسالے میں ۔۔۔۔

- زخمی اونٹ ۔۔۔۔
- حکمرانی ملنے پر خوف زدہ ۔۔۔۔
- خوشبو باقی رہی ۔۔۔۔
- انگور کھانے کی خواہش ۔۔۔۔
- علمائے کرام سے مربوط رہیں۔

پیشکش : مرکزی مجلسِ شوریٰ

مکتبۃ المدینہ
4921389-90-91
2314045-2203311 فیکس 2201479
Email:maktaba@dawateislami.net / www.dawateislami.net / www.dawateislami.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

احساسِ ذِمّہ داری

پیشِ لفظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! ذِمّہ داری کسی بھی نوعیت کی ہو، اسے نبھانے کے لئے احساسِ ذِمہ داری کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ الحمدللہ عزوجل! زیرِ نظر کتاب ''احساسِ ذِمہ داری'' تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کی پیش کش ہے۔ اس کتاب میں ان امور کا بیان ہے جن پر عمل کر کے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے منسلک اسلامی بھائی بالخصوص نگران اور ذِمہ داران اسلامی بھائی اپنے دِل میں احساسِ ذِمہ داری بیدار کر سکتے ہیں۔ نیز اس کتاب میں ذِمہ داران کے لئے ''چل مدینہ'' کے حروف کی نسبت سے سات مَدَنی پھول بھی پیش کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کو نہ صِرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں بالخصوص ذِمہ داران کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دے کر اپنے لئے ثوابِ جاریہ کا عظیم خزانہ اِکٹھا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کی غُلامی میں رہتے ہوئے ''اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش'' کرنے کے لئے مَدَنی اِنعامات پر عمل اور مَدَنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مرکزی مجلسِ شوریٰ کو دِن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بِجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مرکزی مجلسِ شوریٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ''ضیائے دُرود و سلام'' میں فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقل فرماتے ہیں، ''مجھ پر دُرودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔'' (مسند ابی یعلی، ج۵، ص۴۵۸، رقم الحدیث ۶۳۸۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احساسِ ذمّہ داری

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وَقت مدینۂ منورہ کے مقدّس گلی کوچوں میں مَدَنی دورہ فرما رہے تھے۔ اس دوران آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے گھر میں چولہے پر دیگچی چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے بچے اِرد گرد بیٹھے رو رہے ہیں۔ حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے دریافت فرمایا، ''یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟'' اس عورت نے عرض کی، ''یہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔'' آپ نے پوچھا، ''اس دیگچی میں کیا ہے؟'' وہ بولی، ''میں نے ان بچوں کو بہلانے کے لئے اس میں پانی بھر کر چڑھا دیا ہے تاکہ بچے یہ سمجھیں کہ اس میں کچھ پک رہا ہے اور اِنتظار کرتے کرتے سو جائیں۔'' یہ سُن کر حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار ہو گئے اور فوراً واپس لوٹے۔ آپ نے ایک بڑی سی بوری میں آٹا، گھی، چربی، چھوہارے، کپڑے اور روپے مُنہ تک بھر لئے اور اپنے غلام اسلم سے ارشاد فرمایا، ''اسلم! یہ بوری ہماری پیٹھ پر لاد دو۔'' انہوں نے عرض کی، ''اے امیر المؤمنین! اسے میں اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیتا ہوں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا، ''نہیں! اسے میں ہی اُٹھاؤں گا کیونکہ اس کا سوال آخرت میں مجھ ہی سے ہونا ہے۔'' پھر وہ بوری اپنی پشت مبارَک پر اُٹھا کر اس عورت کے گھر لے گئے اور اس دیگچی میں آٹا، چربی اور چھوہارے ڈال کر اسے چولہے پر چڑھایا اور کھانا تیار کرنے لگے۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو اس عورت کے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے پیٹ بھر کر کھانا کِھلایا۔

اس کے بعد باہر صحن میں تشریف لے آئے اور بچوں کے سامنے اس انداز میں بیٹھ گئے جیسے کوئی جانور بیٹھتا ہے۔ آپ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ میں آپ کے رعب کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکا۔ آپ کافی دیر یونہی بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے آپ کے ساتھ ہنسنے کھیلنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس تشریف لا رہے تھے تو اپنے غلام سے دریافت فرمانے لگے، ''تم جانتے ہو کہ

میں ان بچوں کے ساتھ اس طرح کیوں بیٹھا تھا؟'' غلام نے عرض کی، ''نہیں!'' تو ارشاد فرمایا، ''جب میں نے انہیں روتا ہوا دیکھا تو مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ انہیں یونہی چھوڑ کر آجاؤں، لہٰذا جب بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ طاری ہوئی تو میرا دِل شاد ہو گیا۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضل الصحابة، ج ۱۲، ص ۲۵۶، رقم : ۳۵۹۷۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذمہ داری کا کس قدر احساس تھا کہ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود اناج کی بوری اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر اس عورت کے گھر تک لے گئے۔ یہ وہی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا فرمان ہے کہ ''اگر نہر فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی پیاسا مر گیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں حساب نہ لے لے۔'' (حلیة الاولیاء، ج ۱، ص ۸۹)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے فلاح کو پہنچنے والے (یعنی کامیابی کو پالینے والے) مؤمنین کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا، **وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ** **ترجمۂ کنز الایمان** : اور وہ (لوگ) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔'' (پ ۱۸، المؤمنون: ۸)

اِس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''**خزائن العرفان**'' میں فرماتے ہیں کہ ''خواہ وہ امانتیں اللہ کی ہوں......یا......خلق (یعنی مخلوق) کی،......اور اسی طرح عہد (یعنی وعدے) خدا کے ساتھ ہوں......یا ......مخلوق کے ساتھ،......(ان) سب کی وَفا لازم ہے۔''

جبکہ علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''یعنی ہر قسم کی ذِمہ داری جو انسان اپنے ذِمہ لیتا ہے، خواہ اس کا تعلق دِین سے ہو یا دُنیا سے، گفتار سے ہو یا کردار سے، اس کا پورا کرنا مسلمان کی امتیازی شان ہے۔''

(تفسیر قرطبی، ج ۱۲، ص ۹۹، مطبوعہ مکتبة حقانیہ پشاور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس آیتِ مبارَکہ سے معلوم ہوا کہ اُخروی کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے اوپر عائد ہونے والی مختلف قسم کی ذِمّہ داریوں کو اچھی طرح نبھائیں اور اپنے وعدوں کو پورا کریں چاہے ان کا تعلّق اُمورِ دُنیا سے ہو یا آخرت سے اور یہ بھی یاد رہے کہ ہم میں سے ہر ایک ذِمہ دار ہے کیونکہ کسی نہ کسی حوالے سے ہم پر کچھ نہ کچھ ذِمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، کہیں باپ کی حیثیت سے، کہیں شوہر کی، کہیں استاد کی اور کہیں مجلس کا نگران ہونے کی حیثیت سے، **علیٰ ھذا القیاس** (یعنی اسی پر قیاس کر لیں)۔ اس حدیث میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جسے ہمارے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے رسالے ''**مُردے کے صَدمے**'' میں نقل کیا ہے کہ، **کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیہ**۔ تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۷۴)

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ذِمہ داریوں کے حوالے سے کس قدر حساس تھے اور احساسِ ذِمہ داری ان میں کس طرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا؟ اس کا اندازہ ذیل میں دیے گئے واقعات سے لگائیے۔ چنانچہ......

زخمی اُونٹ

ایک دِن حضرت سیِّدُنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ کے زخم کو دھونے میں مصروف تھے اور ساتھ ہی ساتھ یہ فرما رہے تھے کہ "میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قیامت میں مجھ سے اس زخم کے بارے میں پُرسِش (پوچھ گچھ) نہ ہو جائے۔"

(تاریخ الخء، فصل فی نبذمن ژه و قیاه، ص ۱۰۰۱)

گھر کے کام کر دیا کرتے

ابنِ عساکر، نے حضرت ابو صالح غفاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینۃ المنورہ کے اطراف میں رہنے والی ایک نابینا عورت کے گھر کے کام کر دیا کرتے اور رات کو (گھڑوں میں) پانی بھر دیا کرتے اور اس کی پوری خبر گیری رکھتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۱)

خوفِ آخرت

حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا تو میں نے وہاں امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سُنا، "عمر، خطاب کا بیٹا اور امیر المؤمنین کا منصب، واہ کیا خوب! اے عمر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ورنہ یہ تم کو سخت عذاب دے گا۔" (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۰۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ وہی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جن کے فضائل خود سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "اللہ عزَّوجل نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زَبان اور دِل پر حق جاری فرما دیا ہے۔" (ترمذی کتاب المناقب، ج۵، ص ۳۸۳)

یعنی ان کے دِل میں جو خیالات آتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں اور ان کی زَبان سے جو کلمات ادا ہوتے ہیں حق ہوتے ہیں ان کے خیالات وکلام، شیطانی یا نفسانی نہیں بلکہ رحمانی ہوتے ہیں۔

احساسِ ذمّہ داری

ایک دِن خلیفۃ المسلمین فاروقِ ثانی حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے آپ سے عرض کی، ''مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔'' تو آپ نے فرمایا، ''سنو! جب میں نے دیکھا کہ اس اُمّت کے ہر سُرخ وسفید کی ذِمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے تو مجھے فوراً دُور دَراز کے شہروں اور زمین کے اطراف واکناف میں رہنے والے بھوک کے مارے ہوئے فقیروں، بے سہارا مسافروں، ستم رسیدہ لوگوں اور اس قسم کے دوسرے افراد کا خیال آیا اور میرے دِل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ قیامت کے دِن اللہ عزوجل مجھ سے میری رعایا کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تمام لوگوں کے حق میں میرے خلاف بیان دینگے۔ یہ سوچ کر میرے دِل پر ایک خوف طاری ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں میرا کوئی عذر قبول نہیں فرمائے گا اور میں اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کرسکوں گا۔ یہ سوچ کر مجھے خود پر ترس آتا ہے اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سُمندر اُمنڈ آتا ہے۔ اس حقیقت کو میں جتنا یاد کرتا ہوں، میرا احساس اتنا ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔''

پھر آپ نے اپنے بچوں کی امّی سے مخاطب ہوکر فرمایا، ''اب آپ کی مرضی ہے اس سے نصیحت حاصل کریں یا نہ کریں۔''

(تاریخُ الخلفاء، ص ۱۸۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ سیدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں جنہیں فاروقِ ثانی کا لقب دیا جاتا ہے اور آپ کے دورِ خلافت کو بھی خلافتِ راشدہ میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ پہلے پہل آپ نہایت عیش وعشرت کی زِندگی بسر کیا کرتے تھے لیکن جب آپ منصبِ نگرانی پر متمکن ہوئے تو تن دہی سے رعایا کی خدمت میں مصروف عمل ہوگئے۔ آپ نے اپنی ذات اور ذِہن کو مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ دِن بھر مَدَنی کام میں مصروف رہتے حتّٰی کہ رات ہوجاتی مگر دِن کا کام ختم نہ ہوتا، لہٰذا رات گئے تک کام کرتے رہتے۔ جب آپ فارغ ہوجاتے تو اپنی ذاتی رقم سے خریدا ہوا چراغ منگواتے اور اس کی روشنی میں دو رَکعت نماز ادا فرماتے۔ اس کے بعد گھٹنے کھڑے کرکے زمین پر بیٹھ جاتے اور اپنا سَر دونوں ہتھیلیوں میں رکھ کر شدید گریہ وزاری فرماتے حتّٰی کہ ساری رات اسی کیفیت میں گُزر جاتی جبکہ دِن میں آپ روزے سے ہوتے تھے۔

منصب ملنے پر حیرانی

خلیفہ سلیمان نے انتقال سے قبل ایک وصیّت نامہ لکھا اور اس میں اپنے جانشین کا نام لکھ کر اسے مہر لگا کر بند کردیا۔ اس کے انتقال کے بعد جب اس سربمہر وصیت نامے کو کھولا گیا تو اس میں (غیر متوقع طور پر) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نکلا۔ یہ دیکھ کر آپ حیران وششدر رہ گئے اور فرمایا، ''میں نے اللہ تعالیٰ سے کبھی اس منصب کے لئے دُعا نہیں کی تھی۔''

(تاریخُ الخلفاء، ص ۱۸۵)

نگرانی ملنے پر خوف زدہ

حضرت سیِّدُنا حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو رونے لگے۔ جب میں نے رونے کی وجہ دَریافت کی تو فرمایا، ''اے حماد! مجھے اس ذِمّہ داری سے بڑا خوف آتا ہے۔'' میں نے ان سے پوچھا، ''آپ کے دِل میں مال ودولت کی کتنی مَحبت ہے؟'' ارشاد فرمایا، ''بالکل نہیں۔'' تو میں نے عرض کی، ''آپ خوف زدہ نہ ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرزِ عمل ملاحظہ فرمایا کہ خلافت کا اعلیٰ ترین منصب ملنے پر خوش ہونے کی بجائے احساسِ ذِمہ داری کی وجہ سے کس قدر پریشان ہوگئے اور ایک ہم ہیں کہ اگر ہمارا نام نگرانی یا کسی ذِمہ داری یا بیان کرنے یا دُعاء کروانے کے لئے نہ آئے تو ہمارا موڈ آف ہوجاتا ہے۔ صِرف اسی پر بس نہیں بلکہ (معاذ اللہ عزوجل) حسد و بغض، چغلی وغیبت اور عیب جوئی کا ایک سنگین سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ کاش! ہمیں بھی اِن اکابرین کے صدقے میں ایسا خوفِ خدا عزوجل نصیب ہوجاتا کہ نہ تو کسی نگرانی کی خواہش ہوتی اور نہ ہی حبِّ جاہ (عزت پسندی) کا مرض ہوتا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے بُزرگوں کو اگر کوئی منصب مل جاتا تو وہ ان کے زہد وتقویٰ میں اِضافے کا سبب بن جاتا تھا۔ چُنانچہ......

خوشبو جاتی رہی

ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالِ غنیمت کی مُشک اپنے گھر میں رکھی ہوئی تھی تاکہ آپ کی اہلیہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خوشبو کو مسلمانوں کے پاس فروخت کردیں۔ ایک روز آپ گھر تشریف لائے تو بیوی کے دوپٹے سے مشک کی خوشبو آئی۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ، ''یہ خوشبو کیسی؟'' انہوں نے جواب دیا کہ، ''میں خوشبو تول رہی تھی، اس سے کچھ خوشبو میرے ہاتھ کو لگ گئی، جسے میں نے اپنے دوپٹے پر مل لیا۔ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سر سے دوپٹہ اُتارا اور اس کو دھویا اس کے بعد سونگھا، پھر مٹی ملی اور دوبارہ دھویا حتیٰ کہ اس وَقت تک دھوتے رہے، جب تک خوشبو ختم نہ ہوگئی۔

(کیمیائے سعادت، ج ۱، ص ۳۴۷)

شہد کے لئے اِجازت لی

ایک مرتبہ سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی تکلیف لاحق تھی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس مرض کو دُور کرنے کے لئے شہد بہت مفید ہے۔ اس وَقت بیت المال میں ایک شہد کا ایک کُپّا موجود تھا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ''کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں اس میں سے کچھ شہد لے لوں؟ اگر تم اجازت دیتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہاری اجازت کے بغیر وہ مجھ پر حرام ہے۔'' چنانچہ لوگوں نے آپ کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اجازت دے دی۔ (طبقات الکبریٰ، باب ذکر استخلاف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج۳، ص ۲۰۹)

آمدنی کم ہوگئی

حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ ''آپ کے والد کی آمدنی کتنی تھی؟'' انہوں نے جواب دیا، ''خلافت سے قبل چالیس ہزار دینار تھی لیکن انتقال کے وَقت چار سو دِینار رَہ گئی تھی اور اگر کچھ دِن مزید زِندہ رہتے تو شاید اس سے بھی کم ہو جاتی۔'' (تاریخُ الخلفاء، ص۱۸۷)

ایک ہی کُرتا

حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے ایام میں مسلم بن عبدالملک عیادت کے لئے حاضر ہوتے تو دیکھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کُرتا پہن رکھا ہے، فوری طور پر دھوئے جانے کا متقاضی ہے۔'' یہ حالت دیکھ کر مسلم بن عبدالملک نے ان کی زوجہ سے کہا، ''آپ یہ کرتا کیوں نہیں دھوتیں؟'' انہوں نے جواب دیا، ''ان کے پاس یہی ایک کرتا ہے، اگر میں اسے دھونے میں لگ جاؤں تو (اس دَوران) یہ کیا پہنیں گے؟'' (تاریخُ الخلفاء، ص۱۸۷)

انگور کھانے کی خواہش

ایک دِن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دِل میں انگور کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تو اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا، ''اگر آپ کے پاس ایک دِرہم ہو تو مجھے دے دیں، میرا دِل انگور کھانے کو چاہ رہا ہے۔'' انہوں نے جواب دیا، ''میرے پاس ایک دِرہم کہاں ہے؟ کیا آپ کے پاس امیر المؤمنین ہونے کے باوجود ایک دِرہم بھی نہیں کہ اس سے انگور ہی خرید لیں؟'' آپ نے فرمایا، ''انگور نہ کھانا اس سے کہیں زِیادہ آسان ہے کہ کل میں جہنم کی زنجیریں پہنوں۔'' (تاریخُ الخلفاء، ص۱۸۸)

شاہی سواری سے اجتناب

ایک مرتبہ اصطبل کے نگران شاہی سواری کا گھوڑا لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور فرمانے لگے، ''میری سواری کے لئے میرا خچر ہی لاؤ، میرے لئے وہی کافی ہے۔'' اسی طرح ایک مرتبہ اصطبل کے نگران نے شاہی گھوڑوں کے لئے گھاس اور دانے وغیرہ کا خرچ طلب کیا تو آپ نے فرمایا کہ ''ان گھوڑوں کو بیچنے کے لئے شام کے مختلف شہروں میں بھیج دو اور ان کی قیمت میں ملنے والی رقم بیت المال میں جمع کر دی جائے، میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے۔''

(تاریخُ الخلفاء، ص ۲۳۴ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ)

حاکم کا نام محتاجوں کی فہرست میں

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حمص کے باشندوں کو ایک مکتوب روانہ کیا اور حمص کے فقراء اور محتاجوں کی فہرست طلب کی تاکہ انہیں عطیات بھیجے جاسکیں۔ جب وہ مطلوبہ فہرست امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پہنچی تو اس میں سب سے پہلا نام حمص کے نگران (یعنی حاکم) حضرتِ سیِّدُنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تھا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ ہم تو انہیں مناسب مقدار میں وظیفہ دیتے ہیں اس کے باوجود محتاج و مسکین کیوں ہیں؟ آپ کے استفسار پر بتایا گیا کہ ''جو کچھ آپ یہاں سے روانہ کرتے ہیں وہ اسے اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ فقیروں محتاجوں کو تقسیم فرما دیتے ہیں۔''

پھر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حمص سے آنے والوں سے اُن کے رویہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا، باقی تو سب ٹھیک ہے مگر ہمیں ان کی چار عادتوں پر اعتراض ہے۔

﴿۱﴾ وہ ہمارے پاس دِن چڑھنے کے بعد آتے ہیں۔

﴿۲﴾ رات کے وَقت ملاقات نہیں فرماتے۔

﴿۳﴾ مہینے میں ایک دِن ایسا آتا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملتے۔

﴿۴﴾ کبھی کبھی ان پر بے ہوشی کا طویل دورہ پڑتا ہے۔

جب امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حضرت سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اُن سے اہلِ حمص کی شکایات کے بارے میں وضاحت چاہی تو حضرت سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بطورِ وضاحت عرض کی۔

﴿۱﴾ گھر سے چاشت کے وَقت نکلنے کی وجہ یہ ہے کہ میرا کوئی خادم نہیں ہے جبکہ میری بیوی بیمار ہے۔ لہٰذا نمازِ فجر کے بعد دِن چڑھنے تک گھریلو کام کاج میں خود کرتا ہوں۔

﴿۲﴾ رات کے وَقت میں لوگوں سے اس لئے ملاقات نہیں کرتا کہ دِن بھر میں لوگوں کی خدمات سرانجام دیتا ہوں اور رات کا وَقت میں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لئے وَقف کر رکھا ہے۔

﴿۳﴾ سارے مہینے میں ایک دِن گھر سے اس لئے باہَر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کپڑوں کا صِرف ایک جوڑا ہے، جسے میں اُس دِن دھوتا ہوں اور خُشک ہونے پر پہن لیتا ہوں۔ لہٰذا اس دِن میں لوگوں سے ملاقات نہیں کرسکتا۔

﴿۴﴾ بے ہوشی کی وجہ یہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے شہید کئے گئے، میں اس وقت حالتِ کُفر میں تھا۔ مجھے جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو دِل پر چوٹ لگتی ہے اور سینے سے ایک ہوک سی اُٹھتی ہے کہ کاش! میں اُس وقت اِسلام لاچکا ہوتا اور ان کے دفاع کی کوشش کرتا۔ یاامیرَالمؤمنین! مجھے جب بھی اُن کی یاد آتی ہے تو مجھ پر رنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور میرے ہوش وحواس گُم ہوجاتے ہیں۔" یہ گفتگو سُن کر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شدّت سے روئے کہ آپ کی ہچکی بندھ گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوجانے کے بعد جب بھی آپ کا تذکرہ ہوتا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شدید گریہ طاری ہوجاتی اور آپ ان کے لئے دُعائے رَحمت ومغفِرت کیا کرتے۔

حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دِن رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور انہیں کہا، "اپنی اپنی آرزو بیان کیجئے۔" ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میری آرزو ہے کہ "میرے پاس ایک لشکر ہو جسے لیکر میں دشمنانِ اسلام سے جہاد کروں۔" دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، "میری آرزو یہ ہے کہ میرے پاس بہت سامال ہو جسے میں راہِ خداعزَّوجل میں خرچ کردوں۔" حضرتِ سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، "میری آرزو یہ ہے کہ میرے پاس سعید بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسا کوئی نگران ہو جسے میں مسلمانوں کے امور کا والی بنادوں۔" یہ کہنے کے بعد آپ اتنا روئے کہ بات کرنا مشکل ہوگئی۔ آپ کے زَبان سے بار بار یہی دُعا نکل رہی تھی، رَحْمَۃُ للّٰہُ ۔۔۔ رَحْمَۃُ للّٰہُ ۔۔ رَحْمَۃُ للّٰہُ ۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن پر رَحم فرمائے۔۔۔۔۔۔یعنی اللہ تعالیٰ اُن پر رَحم فرمائے۔۔۔۔۔۔یعنی اللہ تعالیٰ اُن پر رَحم فرمائے۔

(من نفحات الخلود، ص ۱۹۵ مترجم)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! الحمدللہ عزَّوجل! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے بُزُرگوں کا کردار کتنا عظیم اور لائقِ تقلید ہوا کرتا تھا، بالخصوص اہلِ حمص کے دوسرے اعتراض کے جواب میں حضرت سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس میں ہمارے لئے کس قدر سبق پوشیدہ ہے اور آپ اپنے بعد میں آنے والے نگرانوں کے لئے رعایا کی خدمت کے ساتھ ساتھ اِنفِرادی عبادت کی کیسی مَدَنی سوچ پیدا کر رہے ہیں اور اس عبادت میں اِخلاص ایسا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکنے کی زحمت گوارہ کریں تو اِنفرادی عبادت کا جذبہ شاید سویا ہوا نظر آئے اور بالفرض اگر انفرادی عبادت کی ترکیب بنی ہوئی ہو تو بھی اخلاص تلاشِ بیسار کے باجود نہ ملے۔ آہ صد کروڑ آہ! رونے کا مقام ہے کہ آج ہماری عبادتیں دِکھاوے کی نذر ہوتی جارہی ہیں، لوگوں کے درمیان تو خوب عاجزی کے پیکر، حسنِ اخلاق کے مظہر اور سنّتوں کے عامل بن کر رہتے ہیں، لیکن جوں ہی تنہائی میسّر آتی ہے تو یہ عاجزی کا پیکر، حسنِ اخلاق کا مظہر اور سنتوں کا عامل ہونے کی صفت نہ جانے کون سی اندھیری غار میں چھپ جاتی ہے کہ ڈھونڈنے نہیں ملتی۔ غور کیجئے! کہیں ایسا تو نہیں کہ عاجزی، حسنِ اخلاق اور سنت پر عمل کے دِل کش مناظر صِرْف اور صِرف لوگوں کے لئے تھے؟ کہیں ہم بھی تو اُن میں شامل نہیں جو لوگوں کو دِکھانے کے لئے تو نیکی کی دعوت کی خوب دھومیں مچائیں، مَدَنی اِنعامات پر خوب عمل کریں، اسلامی بھائیوں کے درمیان کھانا کھاتے وقت خوب خوب سنّتوں پر عمل کریں، پردے میں پردہ کریں لیکن جب گھر پر تنہا کھانا کھائیں تو نہ سنّتوں پر عمل یاد رہے اور نہ ہی پردے میں پردہ کرکے بیٹھنا نصیب ہو، جب لوگوں کے درمیان ہوں تو مغرب کے بعد نوافل کی کثرت کریں مگر تنہائی میں فرض کے بعد والی دو سنّتیں بھی مشکل سے ادا ہوں، لوگوں کے درمیان تو سنجیدگی کا خوب مظاہرہ کریں لیکن گھر والوں کے ساتھ بیٹھیں تو مسخرے پن کے عادی نظر آئیں، لوگوں کے درمیان تو خوب مسکرا مسکرا کر باتیں کریں اور ذِمّہ داران کی خوب اطاعت کریں لیکن جب ماں باپ کوئی کام کہیں تو صاف اِنکار کردیں اور ان کا دِل دُکھا بیٹھیں وغیرہ۔۔۔۔

آہ! آہ! آہ! ہمارا یہ طرزِ عمل کہیں ہمیں آخرت میں ذَلیل و رُسوا نہ کروادے، جیسا کہ......

اللہ عزوجل کی خُفیہ تدبیر

حضرت سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ''قِیامت کے دِن لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو جنّت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا جب وہ لوگ جنّت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبوؤں کو سونگھ لیں گے اور اسکے محلات اور جنّتیوں کے لئے تیار کردہ نعمتوں کو دیکھ لیں گے تو نِدا آئے گی، ''ان کو جنّت سے ہٹادو، ان کا جنّت میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔'' وہ وہاں سے اتنی حسرت سے لوٹیں گے کہ پہلے ایسی حسرت سے کوئی نہیں لوٹا تھا۔ وہ کہیں گے، ''اے ہمارے ربّ عزّ وجل اگر تو ہمیں جنّت دِکھانے اور اپنے ثواب دِکھانے اور اپنے دوستوں کے لئے تیار کردہ نعمتیں دِکھانے سے پہلے ہی دوزخ میں داخل کردیتا تو یہ ہمارے لئے بہت آسان ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ''میں نے تمہارے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا، جب تم خلوت میں ہوتے تھے تو میرے سامنے بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملتے تو انتہائی تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ ملتے تھے، تم لوگوں کو اس کے خلاف دِکھاتے جو تمہارے دِلوں میں میرے لئے خیال تھا، تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے، تم نے لوگوں کی خاطر

(بُرے کام) تَرک کئے اور میری خاطر نہیں کئے، آج میں تم کو ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دَردناک عذاب چکھاؤں گا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، ج۱۰ ص۳۷۷، رقم ۱۷۶۴۹)

رِیاکار کا انجام

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا، ''جب اللہ تعالیٰ اوّلین وآخِرین کو قِیامت کے اس دِن میں جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک مُنادی یہ ندا کرے گا، ''جس شخص نے اللہ عزَّوجل کے لئے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریک سے بے نیاز ہے۔'' (ابن جامہ، کتاب الزھد، ص۴۰۷، رقم ۴۲۰۳)

چہرہ تاریک کردیا جائے گا

حضرتِ سیدنا جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا، ''جس شخص نے عملِ آخِرت کے بدلے دُنیا کو طلب کیا اس کا چہرہ تاریک کردیا جائے گا، اس کا ذِکر مٹادیا جائے گا اور دوزخ میں اس کا نام ثبت کردیا جائے گا۔''
(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، ج۱۰ ص۳۷۶، رقم: ۱۷۶۴۷)

بے عَمل مُبلِّغ

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ، ''قِیامت کے دِن ایک شخص جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اس طرح جہنم میں چکّی پیستا ہوگا جس طرح گدھا چکّی چلایا کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر جہنمی لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس سے کہیں گے، ''اے فلاں! کیا تو بھی جہنم کے اندر عذاب میں مبتلا ہے؟ حالانکہ تُو تو وہ شخص ہے کہ دُنیا میں لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا تھا اور بُری باتوں سے منع کیا کرتا تھا۔'' تو وہ شخص جواب دے گا، ''میں لوگوں کو تو اچھی باتوں کا حکم دیا کرتا تھا مگر خود اچھے کام نہیں کرتا تھا اور میں دوسروں کو تو بُری باتوں سے منع کرتا تھا مگر میں خود ان بُرے کاموں کو کرتا تھا۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب العلم، ج۱، ص۷۲، رقم:۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اے کاش! ہمیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری پیاری اُمّت کی خیر خواہی اور غم خواری کے ساتھ ساتھ اِنفرادی عبادت کی توفیق بھی نصیب ہوجاتی......اے کاش! ہمیں بھی ایسے نیک اعمال کرنا نصیب ہوجاتا جنہیں ہمارے ربّ عزَّوجل کے سِوا کوئی نہ جانتا...... اے کاش! ظاہر کے ساتھ ساتھ ہمارا باطن بھی سنور جاتا...... اے کاش! ہم بھی اِخلاص واِستِقامت کے ساتھ اپنی ذِمہ داریوں کو نبھانے میں کامیاب ہوجاتے......اے کاش! جن جن کے حقوق ہمارے ذِمہ ہیں، ہم ان کی ادائیگی کی کوشش میں لگ جاتے۔

نگرانوں اور ذمہ داروں کے لئے فکر انگیز فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱﴾ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعایا کا نگران بنایا پھر اس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا اس پر جنّت کو حرام کردے گا۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۸)

۲﴾ تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اُس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مجمع الزوائد ج۵، ص۲۰۷)

۳﴾ جو نگران اپنے ماتحتوں سے خِیانت کرے وہ جہنّم میں جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ، ج۵، ص ۲۵)

۴﴾ اِنصاف کرنے والے قاضی پر قِیامت کے دِن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنّا کرے گا کہ کاش! وہ آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔ (مجمع الزوائد، ج۴، ص ۱۹۲)

۵﴾ جو شخص دس آدمیوں پر بھی نگران ہو قِیامت کے دِن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا، اب یا تو اس کا عدل اسے چھُڑوائے گا یا اس کا ظلم اسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی، ج۳ ص ۱۲۹)

۶﴾ {دُعائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم} اے اللہ! جو شخص اس اُمّت کے کسی مُعامَلے کا نگران ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تُو بھی اس سے نرمی فرما اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اِس پر سختی فرما۔ (کنزالعمال، ج۶، ص ۸۰)

۷﴾ اللہ تعالیٰ جس کو مسلمانوں کے اُمور میں سے کسی مُعامَلے کا نگران بنائے پس اگر وہ ان کی حاجتوں، مفلِسی اور فقر کے درمیان رُکاوٹ کھڑی کردے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت، مفلِسی اور فقر کے سامنے رُکاوٹ کھڑی کرے گا۔

(الترغیب والترھیب، ج۳، ص۱۷۷)

۸﴾ جو شخص رَحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب البِر وَالصِّلۃ، ص ۴۲۱)

۹﴾ بے شک تم عنقریب حُکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قِیامت کے دِن وہ پشیمانی کا باعِث ہوگی۔ اللہ کی قسم! میں اس اَمر (یعنی حکمرانی) پر کسی ایسے شخص کو مقرّر نہیں کرتا جو اس کا سُوال کرے یا اس کی حِرص رکھتا ہو۔ (صحیح بخاری، ج۲، ص۱۰۵۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! ہوسکتا ہے کہ گزشتہ سطور کو پڑھنے کے بعد دعوتِ اسلامی کے کسی ذِمہ دار اسلامی بھائی کو یہ احساس دامن گیر ہوجائے کہ ''ہم تو اپنی ذِمہ داری کماحقہ ادا نہیں کرسکتے لہٰذا عافیت اِسی میں ہے کہ کوئی ذِمہ داری لی ہی نہ جائے۔ ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں مَدَنی عرض ہے کہ وہ نیچے دی گئی امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضوی دامت برکاتہم العالیہ کی مبارَک تحریر غور سے پڑھیں اور اپنے خیالات پر نظرِ ثانی فرمائیں، چُنانچہ آپ اپنے رسالے ''مُردے کے صَدمے'' کے آخِر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''نگران سے مُراد صِرف کسی ملک یا شہر یا مذہبی وسماجی وسیاسی تنظیم کا ذِمہ دار ہی نہیں بلکہ عموماً ہر شخص کسی نہ کسی کا ذِمہ دار ہوتا ہے مثلاً مراقب

(یعنی سپروائزر) اپنے ماتحت مزدوروں کا، افسر اپنے کلرکوں کا، امیرِ قافلہ اپنے قافلوں کا اور ذیلی نگران اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے معاملات ہیں کہ ان نگرانیوں سے فراغت مشکل ہے۔ بالفرض اگر کوئی تنظیمی ذِمہ داری سے مستعفی ہو بھی جائے تب بھی اگر شادی شدہ ہے تو اپنے بال بچوں کا نگران ہے۔ اب وہ اگر چاہے کہ ان کی نگرانی سے گلو خلاصی ہو تو نہیں ہو سکتی کہ یہ تو اسے شادی سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔ بہرحال ہر نگران سخت امتحان سے دوچار ہے مگر ہاں جو انصاف کرے اس کے وارے نیارے ہیں چُنانچہ ارشادِ رحمت بنیاد ہے، ''انصاف کرنے والے نُور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، گھر والوں اور جن جن کے نگران بنتے ہیں ان کے بارے میں عدل سے کام لیتے ہیں۔'' (سنن نسائی، ج ۴، ص ۲۲۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا تحریر سے واضح ہوا کہ ہم میں سے ہر ایک ذِمہ دار ہے، والدین اپنی اولاد کے، اساتذہ اپنے شاگردوں کے، شوہر اپنی بیوی کا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اندر ذِمہ داری کا احساس پیدا کریں اور عدل و انصاف سے کام لے کر شریعت کے احکام کے مطابق اپنی ذِمہ داریاں ادا کریں۔

ذِمہ دار اسلامی بھائیو! مُندرجہ ذیل مَدَنی پھولوں پر عمل کر کے ہم اپنی دُنیا و آخرت بہتر بنا سکتے ہیں۔ اِنْ شَاءَاللہ عزوجل

﴿۱﴾ خود کو ماتَحت جانیں

یعنی آپ کتنے ہی بڑے ذِمہ دار کیوں نہ ہوں اپنے آپ کو ماتحت اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو اپنا نگران تصوُّر کریں۔ پھر جو بات آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی اپنے دیگر اسلامی بھائیوں کے لئے بھی پسند کریں مثلاً ہر ماتحت یہ پسند کرتا ہے کہ میرا نگران میرے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آئے، اگر میں بیمار ہو جاؤں تو میری عیادت کرے، مجھے کوئی مشکل دَرپیش ہو تو میری مدد کرے، میرا کوئی نقصان ہو جائے تو میری بھرپور دِل جوئی کرے، مَدَنی کاموں کے سلسلے میں میری عملی طور پر رہنمائی کرے نہ کہ ذرا سی غَلَطی پر جھاڑنا اور طنز و تنقید کے تیر برسانا شروع کر دے وغیرہ۔ خود کو ماتحت تصور کرنے کی صورت میں آپ کو نہایت آسان سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے ماتحت اسلامی بھائی آپ سے کس قِسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہیں؟

حضرتِ سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب الاخیہ، رقم ۴۵، ص ۴۲)

مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تم جانتے ہو قِیامت کے دِن اللہ عزوجل کے سائے کی طرف سبقت کرنے والے کون ہیں؟'' حاضرین نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ خوب جانتے ہیں۔'' فرمایا ''وہ لوگ کہ جب حق دیئے جائیں تو اسے قبول کرلیں اور جب ان سے حق مانگا جائے تو دے دیں اور لوگوں کے لئے اسی طرح فیصلے کریں

جس طرح اپنی ذات کے لئے فیصلے کرتے ہیں۔'' (مشکوۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، الفصل الثالث ج ۲، ص ۳۴۱، رقم: ۳۷۱۱)

یعنی اگر کوئی حق بات سنائے اسے قبول کر کے اس کا احسان مانیں اور اپنے ماتحت لوگوں کے حقوق بخوشی ادا کریں اور جب انہیں کوئی فیصلہ کرنا پڑے تو ایسا فیصلہ کریں جیسا فیصلہ خود اپنے لئے یا اپنے عزیز کے لئے پسند کرتے ہیں۔ سبحان اللہ عزّ وجل! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کتنا پیارا نظام عطا فرما دیا، اگر ہر مسلمان اس مَدَنی نصیحت کا عامل بن جائے تو نہ کسی تنظیم میں انتشار ہو اور نہ کسی ملک میں ہڑتالیں ہوں۔ (ماخوذ من مرآۃ شرح مشکوۃ، کتاب الامارۃ والقضاء، ج ۳، ص ۳۶۵)

﴿۲﴾ نرمی اختیار کرتے ہوئے غُصّہ سے اجتناب کریں

جو نگران ذِمہ دار اسلامی بھائی اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کو جھاڑنے اور ڈانٹنے کا انداز اختیار کرتا ہے، وہ بَہُت جلد اپنی وقعت کھو بیٹھتا ہے۔ یاد رکھئے! آپ کی ذِمہ داری اپنے اسلامی بھائیوں سے نرمی کے ساتھ مَدَنی کام لینا ہے۔ بالفرض اگر وہ سستی اور کاہلی کا ثبوت دیں تب بھی آپ نرمی ہی اختیار فرمائیں۔ حضرت سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہا، آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ، ''فلاں کام تو نے کیوں کیا یا فُلاں کام کیوں نہ کیا؟'' (مسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسن الناس خلقاً ص ۱۲۶۴، رقم: ۲۳۰۹)

ہمارے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کا بھی یہی معمول ہے کہ آپ اسلامی بھائیوں کے ساتھ بہت نرمی سے پیش آتے ہیں۔ جب غَلَطی کا مرتکب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو بھرپور شفقت سے نوازتے ہوئے ایسی تربیت فرماتے ہیں کہ وہ بے اختیار پکار اُٹھتا ہے، ''میرا پیر، میرا پیر (ہے)......''

آپ مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''حادثہ اسی کار کو پیش آئے جو سڑک پر چلے، گیراج میں کھڑی کار کو حادثہ کیسے پیش آئے گا؟ اسی طرح ٹھوکر وگھوڑا کھاتا ہے جو دوڑ میں شامل ہو، اصطبل میں کھڑا رہنے والا گھوڑا کیا کرے گا؟ بالکل اسی طرح غَلَطی بھی اسی سے ہوتی ہے جو کام کرتا ہے۔'' لہٰذا اپنے اسلامی بھائیوں کی تربیت پر بھرتوجہ دیں کہ وہ حتّی المقدور غَلَطی سے بچیں اور دورانِ تربیت نرم اختیار کیجئے (سختی سے کام نہ لیں) کہ،

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

دُعائے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دُعاء کی، ''یاالٰہی عزوجل جو میری اُمت کے کسی کام کا والی ہو پھر وہ ان پر مشقت بن جائے تو اس پر مشقت ڈال اور جو میری اُمّت کی کسی چیز کا والی ہو پھر ان پر نرمی کرے تو ان پر نرمی کر۔'' (مسلم، کتاب الامارۃ، ص ۱۰۱۶، رقم: ۱۸۲۸)

اے مجالس اور مشاورتوں کے نگران اسلامی بھائیو ! اے جامعۃ المدینہ کے ذِمہ دار اسلامی بھائیو ! اے مدرسۃ المدینہ کے ذِمہ دارو ! اے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کے ذِمہ دار اسلامی بھائیو ! ذیل میں دی گئی روایات کو غور سے پڑھئے اور اپنا محاسبہ کرنے کی کوشش کیجئے۔ چُنانچِہ......

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالی عنہ سے رِوایت ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی کرنے والے کو پسند فرماتا ہے اور اسے وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو سخاوت کرنے والے کو نہیں دیتا۔

(ابنِ ماجہ، کتاب الادب، باب الرفق، ج ۴، رقم ۳۶۸۸، ص ۱۹۸)

حضرت سیدتنا صدّیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا، ''اللہ ہر معاملے میں نرمی کو ہی پسند فرماتا ہے۔'' (ابنِ ماجہ، کتاب الادب، باب الرفق، ج ۴، رقم ۳۶۸۹، ص ۱۹۸)

حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو خبر ملی کہ ان کی رعایا کی ایک جماعت اپنے حاکموں کی شکایت کرتی ہے تو آپ نے ان سب کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا، ''اے لوگو! بے شک ہمارا تم پر حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور اچھے کاموں میں معاونت کرو۔'' پھر فرمایا، ''اے حاکمو! تم پر رعایا کا حق ہے اور یاد رکھو کہ حکمران کی بُردباری اور نرمی سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالی کو پسند نہیں اور اللہ تعالیٰ کو حاکم کی جہالت سے زِیادہ کسی کی جہالت سے نفرت نہیں، یاد رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والوں کو عافیت سے رکھتا ہے، اسے دوسرے لوگوں سے عافیت پہنچتی ہے۔'' (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۱۷)

حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ایک قریشی نے حضرت عبدالعزیز ی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سخت کلامی کی تو انہوں نے کافی دیر تک سَر نیچے کئے رکھا، پھر فرمایا، ''تمہارا اِرادہ یہ تھا کہ شیطان کے ہاتھوں خفیف ہو کر سلطانی غلبہ کے تحت تمہارے ساتھ وہ بات کروں جو کل تم مجھ سے کرو گے۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۱۷)

ایک بُزرگ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا، ''اے بیٹے! غُصّے کے وَقت عقل اِسی طرح ٹھکانے نہیں رہتی جس طرح جلتے تنور میں زِندہ آدَمی کی روح قائم نہیں رہتی۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۱۷)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی، ''ایک جملے میں اچھے اخلاق کی وضاحت فرمادیں۔'' تو ارشاد فرمایا، ''غصے کو چھوڑ دینا۔'' (احیاء العلوم، ج۳، ص۲۱۷)

﴿۳﴾ سب سے یکساں تعلّق رکھیں

نگران اسلامی بھائی کو چاہئے کہ کسی مخصوص اسلامی بھائی سے دوستی نبھانے کی بجائے تمام اسلامی بھائیوں سے یکساں تعلقات رکھے اور ہر ایک سے حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔ کوشش کرے کہ ہر ماتحت اسلامی بھائی اس سے راضی رہے لیکن ہرگز ہرگز! اسے راضی رکھنے کے لئے کوئی خلافِ شرع کام سَرانجام نہ دے کیونکہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے خالق کی نافرمانی کرنا بہت بڑی نادانی ہے۔

امیرالمؤمنین حضرت سیدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مکتوب بھیجا کہ ''مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں لکھا کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ''جس نے مخلوق کو خوش کر کے اللہ عزّ وجل کی رضامندی تلاش کی تو اللہ عزّ وجل اس سے راضی ہوگا اور مخلوق کو بھی اس سے راضی رکھے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ عزّ وجل کو ناراض کر کے مخلوق کی خوشی چاہی تو اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہوگا اور لوگوں کو بھی اس سے ناخوش رکھے گا۔'' (کیمیائے سعادت، صفحہ ۴۴۵)

﴿۴﴾ علماءِ کرام سے مربوط رہیں

بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنّت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ''علماء کے قدموں سے ہٹے تو بھٹک جاؤ گے۔'' لہٰذا نگران اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ علماءِ اہلسنت سے رابطے میں رہیں۔ بالخصوص دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ علماء کو اپنی مشاورت کا رکن بنائیں کیونکہ اِن ذِمہ داریوں کو نبھانے کے شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وسیع علم درکار ہے، لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ خوفِ خدا عزّ وجل رکھنے والے، تقویٰ اور پرہیزگاری سے مزین علماء کو مَدَنی کاموں کے دوران اپنے ساتھ رکھیں کیونکہ ایسے شخص کو آپ سے کوئی دُنیاوی طمع نہیں ہوگی، نہ ہی وہ آپ کے ذَریعے کسی منصب کا خواہش مند ہوگا، لہٰذا وہ احسن انداز سے نگران کی اِصلاح کرتا رہے گا۔ ہرگز ہرگز خوشامد کرنے والے اسلامی بھائی کو اپنے زِیادہ قریب نہ آنے دیں اور نہ ہی لوگوں کی تعریف سے خوش ہو کر تکبر کا شکار ہوں کیونکہ یہ اُمور بالخصوص نگران کے لئے زہرِ قاتل ہیں۔

منقول ہے ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے وزیر فضل برمکی کے سامنے، کسی ولی کامل سے ملاقات اور ان سے نصیحت حاصل کرنے کی خواہش کا اِظہار کیا۔ فضل ہارون کو حضرت سیدنا فضیل بن عیاض کی بارگاہ میں لے آیا۔ جب یہ دونوں دروازے کے باہر پہنچے تو اندر سے حضرت کے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ آپ یہ آیتِ پاک تلاوت فرمارہے تھے۔

اَم حسب الذِین اجتر حوا السّیاٰت ان نجعلھم کالذِین امنوا (پ ۲۵، سورۃ الجاثیۃ: ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان : کیا جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کردیں گے جو ایمان لائے۔

یہ آیتِ کریمہ سن کر ہارون رشید نے کہا، ''اس سے بڑھ کر اور کون سی نصیحت ہوسکتی ہے۔'' پھر فضل نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے دَریافت کیا گیا، کون؟ فضل نہ کہا، ''امیرالمؤمنین آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں۔'' حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا، ''ان کا میرے پاس کیا کام اور میرا ان سے کیا واسطہ؟ آپ حضرات میری مشغولیت میں خلل نہ ڈالیں۔'' فضل بولا، ''اگر آپ اجازت نہ دیں گے، تو ہم بلا اجازت ہی داخل ہوجائیں گے۔'' اندر سے جواب ملا، ''میں تو اجازت نہیں دیتا، ویسے بلا اجازت اندر داخل ہونے میں تم دونوں مختار ہو۔''

جب یہ دونوں اندر داخل ہوئے، تو حضرت نے چراغ بجھادیا تاکہ ان کی صورت نظر نہ آئے اور نماز میں مشغول ہوگئے۔ فارغ ہوئے تو ہارون نے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ''تمہارے والد، سیدالانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ جب انہوں نے کسی ملک کا حکمراں بننے کی خواہش کا اظہار کیا، تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا، ''میں تمہیں، تمہارے نفس کا حکمران بناتا ہوں، کیونکہ دُنیاوی حکومت تو بروزِ قیامت، وجہِ ندامت بن جائے گی۔'' یہ سن کر ہارون نے عرض کیا ''کچھ اور ارشاد فرمائیے۔'' فرمایا، ''جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکومت حاصل ہوئی تو انہوں نے کچھ ذی عقل لوگوں کو جمع کرکے ارشاد فرمایا کہ ''مجھ پر ایک ایسے بارِگراں کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے، جس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نہیں نہیں آتی۔'' یہ سن کر ان میں سے ایک نے مشورہ دیا تھا کہ ''آپ ہر سن رسیدہ شخص کو اپنا والد، ہر جوان کو بمنزلہ بھائی یا بیٹا اور ہر عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن سمجھیں، پھر انہیں رشتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔'' ہارون رشید نے عرض کی، ''کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں۔'' آپ نے فرمایا، ''مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہاری حسین وجمیل صورت نارِ جہنم کا ایندھن نہ بن جائے، کیونکہ بہت سے حسین چہرے، بروزِ قیامت آگ میں جاکر تبدیل ہوجائیں گے، وہاں بہت سے امیر، اسیر ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ محشر میں جواب دہی کے لئے ہر لحہ چوکس رہو کیونکہ وہاں تم سے ایک ایک مسلمانوں کی باز پرس ہوگی۔ اگر تمہاری سلطنت میں ایک غریب عورت بھی بھوکی ہوگئی، تو بروزِ قیامت تمہارا گریبان پکڑے گی۔''

ہارون اس نصیحت کو سن کر رونے لگا، حتیٰ کہ روتے روتے اس پر غشی طاری ہوگئی۔ یہ حالت دیکھ کر فضل نے عرض کی، ''حضرت! بس

کیجئے، آپ نے تو امیر المؤمنین کو نیم مردہ کردیا۔'' آپ نے ارشاد فرمایا، ''اے ہامان! خاموش ہوجا، میں نے نہیں بلکہ تو اور تیری جماعت نے ہارون کو زِندہ درگور کردیا ہے۔'' یہ سن کر ہارون پر مزید رِقت طاری ہوگئی۔

جب کچھ افاقہ ہوا تو عرض کی، ''حضور آپ پر کسی کا قرض تو نہیں ہے؟'' فرمایا، ''ہاں اللہ عزوجل کا قرض ہے اور اس کی ادائیگی صِرف اطاعت سے ہی ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی بھی میرے بس کی بات نہیں، میدانِ محشر میں میرے پاس کسی سوال کا جواب نہ ہوگا۔'' ہارون نے عرض کی، ''میرا مقصد دُنیاوی قرض سے تھا۔'' آپ نے فرمایا، ''اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے میرے پاس اتنی نعمتیں ہیں کہ مجھے کسی سے قرض لینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔''

ہارون نے ایک ہزار دینا کی ایک تھیلی آپ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کی، ''یہ رقم مجھے اپنی والدہ کے ورثے میں سے حاصل ہوئی ہے، اس لئے قطعاً حلال ہے، قبول فرمالیں تو کرم نوازی ہوگی۔'' آپ نے فرمایا، ''تجھ پر بے حد افسوس ہے، میری ساری نصیحتیں بے کار گئیں۔ میں تو تجھے نَجات کا راستہ دِکھا رہا ہوں اور تو مجھے ہلاکت میں گرانا چاہتا ہے۔ یہ مال مستحقین کو ملنا چاہئے اور تو اسے ایک غیر مستحق کو دے رہا ہے۔'' یہ کہہ کر عبادت میں مشغول ہوگئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب نہم، ص ۸۱، مطبوعہ انتشارات گنجینہ تھران ایران)

﴿۵﴾ اطاعت کو اپنا شعار بنائیں

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ''اگر تم پر کوئی نک کٹا حبشی غلام بھی حاکم (نگران) بنا دیا جائے جو تم کو اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔'' (صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۸۳۸ ص ۱۰۲۳، دار ابن حزم بیروت)

لہٰذا جب تک مَدَنی مرکز آپ کو شریعت کے مطابق کوئی بھی مَدَنی کام کرنے کو کہے، بلاچون چرا اس کو بجالایئے۔ کسی بھی تحریک یا اِدارے کے ذِمہ دار کی اہم ترین خصوصیت ''اطاعت'' کو سمجھا جاتا ہے۔ جس میں اطاعت کا عنصر نہیں ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ ترکِ اطاعت کی عادت کی وجہ سے ایسی ہدایت کی بھی خلاف ورزی کر بیٹھے جسے پورا کرنا شرعاً بھی واجب ہو۔ ایسے ذِمہ دار کی اہمیت آہستہ آہستہ تنظیم کے نزدیک بھی ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اگر ہر کوئی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کام کرنے لگے تو اس کا نقصان اجتماعی طور پر تحریک کو برداشت کرنا پڑے گا، لہٰذا کسی بھی تنظیم کی ترقی اور بقاء کے لئے اطاعت ناگزیر ہے۔ ہمارے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی، عالی مرتبت ہونے کے باوجود اطاعت کی کیسی تنظیمی سوچ رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس حکایت سے لگایئے۔

حکایت

ایک مرتبہ نگرانِ شوریٰ کسی نگراں اسلامی بھائی کے ہاں اس کا مسئلہ حل کرنے تشریف لے گئے، وہاں بھی عدمِ اطاعت کا ہی مسئلہ درپیش تھا۔اسی نگران نے انہیں بتایا کہ ''ایک مرتبہ میں نے امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی سے اپنے علاقے میں بیان کی تاریخ مانگی تو آپ نے ارشاد فرمایا، ''چند ہفتوں کے بعد لے لینا۔'' چند ہفتوں کے بعد جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا، ''بیٹا! میں تاریخ تو آپ کو ابھی دے دوں مگر جن دِنوں میں، میں نے آپ کو تاریخ دینے کا کہا تھا اس وَقت بابُ المدینہ (کراچی) کا کوئی نگران نہیں تھا لیکن اب حاجی مشتاق (علیہ الرحمۃ) بابُ المدینہ کے نگران ہیں، اگر آپ اُن سے اجازت لے لیں تو میں ضرور حاضر ہو جاؤں گا۔''

سبحان اللہ عزوجل! امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی عاجزی پر قربان جایئے۔اس حکایت میں ان ذِمہ داران کے لئے سبق ہے جو اپنے نگران کی اجازت کے بغیر مختلف علاقوں یا شہروں میں اپنے بیان کی تاریخیں دے کر دعوتِ اسلامی کے کاموں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اے کاش! ہمیں امیرِ اہلسنّت کے اس طرزِ عمل کو بھی اپنانے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ہمیں چاہیئے کہ امیرِ اہلسنّت سے مَحبت، پیار اور اُلفت کا ثبوت دینے کے لئے ان کی مَدَنی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کو نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے ہوئے اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔

﴿۶﴾ اپنے مَدَنی مقصد کو نہ بھولیں

آپ کتنی ہی بڑی ذِمہ داری پر فائز کیوں نہ ہوں اپنے مدنی مقصد کو ہرگز نہ بھولیں کہ ''مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے، اِن شاءَ اللہ عزوجل'' یاد رکھئے! اپنی اِصلاح کے لئے مَدَنی اِنعامات پر عمل اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لئے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے ''دعوتِ اسلامی'' کے مدنی قافلوں کا مسافر بننا بے حد ضروری ہے۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی فرماتے ہیں،

مدینہ ۱...... مجھے ایسے ذِمہ داران چاہئیں جو مدنی قافلوں میں سفر کرنے والے ہوں۔

مدینہ ۲...... دُنیاوی یا تنظیمی کام میں چاہے جتنی بھی مصروفیت ہو جب تک کوئی مانعِ شرعی نہ ہو ہر ماہ تین دِن کے مَدَنی قافلے میں ضرور سفر کیجئے۔

مدینہ ۳...... دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مرکزی مجلسِ شوریٰ کا ہر نگران و رکن اور ہر ذِمہ دار ہر ماہ تین دِن کے مدنی قافلے میں جدول کے مطابق سفر کرے۔ (نصابِ مَدَنی قافِلہ، حصّہ اوّل، ص ۱۳۔۱۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

لہٰذا ذِمہ داران اسلامی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر میں کوتاہی کر کے اسلامی بھائیوں کی تنقید

یا حوصلہ شکنی کا سبب نہ بنیں۔

سنجیدہ رہیں

پیارے اسلامی بھائیو! سنجیدگی کو اپنے مزاج کا حصہ بنالیجئے اور مذاق مسخری کی عادت پالنے سے پرہیز کریں۔ لیکن یاد رہے کہ رونی صورت بنائے رکھنے کا نام سنجیدگی نہیں اور نہ ہی بقدرِ ضرورت گفتگو کرنا یا کبھی کبھار مزاح کرلینا اور مسکرانا سنجیدگی کے منافی ہے۔ ہاں! کثرتِ مزاح اور زیادہ ہنسنے سے پرہیز کریں کہ اس سے وقار جاتا رہا ہے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص زیادہ ہنستا ہے، اس کا دبدبہ اور رُعب چلا جاتا ہے اور جو آدمی (کثرت سے) مزاح کرتا ہے وہ دوسروں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔" (احیاء العلوم ج ۳، ص ۲۸۳)

مزاح بھی ایسا ہونا چاہئے جس کی وجہ سے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرنا پڑے مثلاً کسی کا دِل دُکھا بیٹھنا یا جھوٹ بولنا وغیرہ۔ جیسا کہ، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "ایک شخص کوئی ایسی (جھوٹی) بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو ہنساتا ہے، لیکن وہ اسے آسمان کے زمین سے فاصلے سے بھی زیادہ فاصلے تک اور جہنم میں لے جائے گی۔"

(مجمع الزوائد، ج۸، ص ۱۷۹، رقم: ۱۳۱۴۹)

امیرِ اہلسنّت اور احساسِ ذمّہ داری

الحمدللہ عزوجل! اس پُرفتن دَور میں بھی ایسی شخصیات موجود ہیں جنہیں دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ انہیں میں سے ایک شخصیت امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی ہے۔ آپ ابتداء ہی سے **احساسِ ذِمہ داری** کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ اپنے اہل وعیال کی کفالت کی **ذِمہ داری** ادا کرنے کے لئے پہلے پہلے بچوں کے غبارے اور جھاڑو وغیرہ بھی فروخت کئے، اس کے ساتھ ساتھ آپ تقویٰ و پرہیزگاری اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسین امتزاج تھے، آپ نے اُن دِنوں اپنے چہرے پر سنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجائی (یعنی داڑھی آتے ہی رکھ لی) جب چہرے پر داڑھی اور سر پر عمامہ سجانا نہایت دشوار سمجھا جاتا تھا، ایسے نامساعد حالات میں آپ نے نیکی کی دعوت عام کرنے کی **ذِمہ داری** محسوس کرتے ہوئے ایک ایک اسلامی بھائی پر اِنفرادی کوشش کرکے مسلمانوں کو عملی طور پر سنّتیں اپنانے کی طرف راغب کرنا شروع کردیا، یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ نے "دعوتِ اسلامی" جیسی عظیم عالمگیر تحریک کے مَدَنی کام کا آغاز کردیا۔

آپ کو آپ کا **احساسِ ذِمہ داری** دُوردراز کا سفر کرواتا، دِن میں بسا اوقات ایک سے زائد مرتبہ بیانات کرتے اور بسوں، ٹرینوں میں اور پیدل سفر کرکے مسجد مسجد، گاؤں گاؤں، شہر شہر خود تشریف لے جاتے، آپ کے کھانے کا Tiffen ساتھ ہوتا یہاں تک کہ نمک کی ڈبیا بھی ساتھ رکھتے، اپنا پانی تک ساتھ رکھتے کہ کسی سے سوال نہ کرنا پڑجائے، مریضوں کی عیادت کرتے،

مُردوں کو اپنے ہاتھوں سے غُسل دیتے اور کفن پہناتے، نمازِ جنازہ کی امامت فرمانے اور غمی وخوشی کے مواقع پر مسلمانوں کی ایسی دِلجوئی فرماتے کہ وہ بھی نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لئے آپ کے شریکِ سفر بن جاتے، فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دیگر نفلی عبادتوں، خوفِ خدا عزوجل اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گریہ وزاری اور ریاضتوں نے آپ کو لاکھوں مسلمانوں کی دِلوں کی دھڑکن بنادیا۔

دولت مندوں اور اربابِ اقتدار شخصیات سے بے نیازی نے آپ کو مزید ممتاز کردیا، اہلِ ثروت، مال و دولت کے انبار آپ کی ذات کے لئے پیش کرتے مگر آپ منع فرمادیتے، وقف کے مال کے استعمال میں آپ کی احتیاط کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ میں موجود فون کے استعمال سے حتی الاِمکان گریز کرتے ہیں اور اگر کبھی استعمال کرنا بھی پڑے تو اس کی قیمت اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ آپ کے پاس اتنا مال جمع ہی نہ ہو جس سے صاحبِ نصاب بن جائیں، لہٰذا جب کبھی اتنی رقم جمع ہوجاتی ہے تو فوراً کسی کارِ خیر میں خرچ کرکے ہی دم لیتے ہیں، آپ کے کردار کی بلندیوں سے متاثر ہوکر سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان آپ کے ہاتھوں بیعت کرکے حضرت سیدُنا غوث الاعظم محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن سے وابستہ ہوچکے ہیں۔

آپ کے احساسِ ذِمہ داری کی بَرَکتیں ''دعوتِ اسلامی'' سے وابستہ ہونے والے اسلامی بھائیوں میں بھی منتقل ہونا شروع ہوئیں، جنہوں نے نیکی کی دعوت کی ایسی دھومیں مچائیں کہ لاکھوں نوجوان فیشن کی آفت سے جان چھڑا کر سنّتوں کے سانچے میں ڈھل گئے، اور انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہ بنالیا کہ،

''مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے، اِن شاءَ اللہ عزوجل''

آپ مدظلہ العالی نے گویا کہ خود کو مکمل طور پر اُمّت کی خیر خواہی کے لئے وَقف کیا ہوا ہے۔ الحمدللہ عزوجل! یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس مختصر سے عرصے میں دعوتِ اسلامی کا پیغام (تادمِ تحریر) دُنیا کے 56 ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ ہزاروں مقامات پر ہفتہ وار اجتماعات میں بے شمار مبلغین اصلاحِ اُمّت کے کاموں میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''میرا بس چلتا تو میں نیند بھی نہ کرتا کہ اتنا (کثیر) کام کرنا ابھی باقی ہے۔''

یہ آپ کے احساسِ ذِمہ داری کا بین ثبوت ہے کہ اُمّتِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن جن شعبوں کی حاجت تھی، آپ ان شعبوں کو قائم کرنے میں مصروف ہوگئے اور آج الحمدللہ عزوجل ان میں سے کئی شعبہ جات میں کام شروع ہوچکا ہے مثلاً مساجد کی تعمیرات کے لئے ''خدامُ المساجد''، حفظ وناظرہ کے لئے ''مدرسۃُ المدینہ''، بالغان کی تعلیمِ قرآن کے لئے ''مدرسۃُ المدینہ برائے بالغان''، فتاویٰ کے لئے ''دارالافتاء''، علماء کی تیاری کے لئے ''جامعۃ المدینہ''،

تربیتِ افتاء کے لئے ''تخصص فی الفقہ'' اور اُمّت کودرپیش جدید مسائل کے حل کے لئے ''مجلس تحقیقاتِ شرعیہ'' پیغام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو عام کرنے کے لئے ''مجلس المدینۃ العلمیہ''، تصانیف وتالیفات کو شرعی اغلاط سے محفوظ رکھنے کے لئے ''مجلس تفتیش کتب و رسائل''، روحانی علاج کے لئے ''مجلس مکتوبات و تعویذات''، اسلامی بہنوں کو باحیا بنانے کے لئے ان کے ''ھفتہ وار اجتماعات ودیگر مدنی کام''، مسلمانوں کو باعمل بنانے کے لئے ''مدنی انعامات کا تحفہ'' اور دُنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے دُنیا کے کئی ممالک میں ''مدنی قافلوں اور ھفتہ وار اجتماعات'' کا مدنی جال بچھایا جاچکا ہے، ''گونگے بہرے، نابینا اسلامی بھائیوں اور جیلوں میں قیدیوں کی اِصلاح کے لئے مجالس قائم کردیں، ''مختلف سطح کی مشاورتوں کا قیام'' اور اس طرح سنّتوں کی خدمت کے کم وبیش تیس شعبوں کو قائم کرکے سارا نظام ''مرکزی مجلسِ شوریٰ'' کے سپرد کرکے ان کی کارکردگی پر بھی نظر رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اپنے بیانات ومَدَنی مذاکروں کی کیسٹیں اور تحریری رسائل وکتب عطا کرکے بھی مسلمانانِ عالم کو اپنا فیض لٹاتے ہیں، صِرف یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی کا انفرادی عبادت کو قائم رکھنا جس میں عشقِ رسول، حرمین طیبین کی مَحبت، نوافل مثلاً تہجد، اشراق وچاشت کی ادائیگی میں استقامت، تلاوتِ قرآن، سنتوں اور مستحبات پرعمل دیکھنے والے کو مبتلائے حیرت کئے دیتا ہے۔

آپ کی ذات سے متعلق مزید معلومات کے لئے ''امیر اہل سنت کی احتیاطیں''، ''عیسائی پادری امیرِ اہلسنت کے قدموں میں''، ''فکرِ مدینہ مع ۴۱ حکایاتِ عطاریہ'' اور ''امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کے آپریشن کی جھلکیاں'' نامی رسالوں کا مطالعہ فرمائیں، آپ کا ذوق دوبالا ہوجائے گا، اِن شاءَ اللہ عزوجل۔

احساسِ ذمہ داری پیدا کریں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! الحمدللہ عزوجل! اس وقت ہماری مدنی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' سنّتوں کی خدمت کے تیس شعبوں میں کام کررہی ہے جس کی جھلک آپ نے سابقہ سطور میں ملاحظہ فرمائی۔ دُنیا بھر میں گناہوں کی یلغار، ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر اور کیبل کی بھرمار اور فیشن پرستی کی پھٹکار مسلمانوں کی اکثریت کو بےعمل بناچکی ہے، نیز عملِ دین سے بےرغبتی اور ہر خاص وعام کا میلان دُنیاوی تعلیم کی طرف ہونے کی وجہ سے دینی مسائل سے جہالت کے بادل ہر طرف منڈلا رہے ہیں، یہودونصاریٰ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے اور اسلام کا پاکیزہ نقشہ بدلنے کے لئے مجتمع ہورہے ہیں، آج دُنیا میں کتنے ہی ایسے مقامات ہیں جہاں نہ تو مسلمان مردوں کی جانیں محفوظ ہیں اور نہ ہی مسلمان عورتوں کی عزت، مساجد کا تقدس پامال کیا جارہا ہے، لادینیت وبدمذہبیت اپنے پنجے گاڑھتی چلی جارہی ہے۔

اس طرح کے کئی عوامل ہماری غیرتِ ایمانی کو للکار رہے ہیں اور ہم میں احساسِ ذِمہ داری پیدا کرنے کے لئے ہمیں جھنجھوڑ رہے ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں،

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مَت کیسی متوالی ہے

سُونا پاس ہے سُونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھا پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جماہی انگڑائی
نام پر اُٹھنے کے لڑتا ہے اُٹھنا بھی کچھ گالی ہے

جگنو چمکے پتا کھڑکے مجھ تنہا کا دِل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتالی ہے

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہوجائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

پاؤں اُٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے مُنہ
مینہ نے پھسلن کردی ہے اور دھر تک کھائی نالی ہے

ساتھی ساتھی کہہ کر پکارو ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

شہد دکھائے زہر پلائے، قاتل، ڈائن، شوہر کُش
اس مردار پہ کیا للچایا دُنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنّت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضؔا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آج کہیں فُٹ بال اور شراب وکولڈ ڈرنک کے ڈھکن پر کلمہ لکھ کر، تو کہیں مسلمان مَردوں کو داڑھی اور اسلامی بہنوں کو پردے سے جبراً دُور کرکے ہمارے دِلوں کو چھلنی کیا جارہا ہے اور نہ جانے کتنے مسلمانوں کو دولت وشہرت کی لالچ دیکر اسلام سے دُور کیا جارہا ہوگا۔

آہ صد آہ ! آج مسلمان انہی اسلام دُشمن یہود ونصاریٰ کے طریقے پر چلنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔آج مسلمانوں میں نیکی کی دعوت کا جذبہ ختم ہوتا جارہا ہے، اسلام کی خاطر قربانی دینے کا جذبہ ماند پڑتا جارہا ہے، ہر گھر سنیما گھر بنتا جارہا ہے، مسلمان موسیقی، شراب اور جوے کا عادی ہوتا جارہا ہے، آج مسلمان تیزی کے ساتھ بداخلاقی کے عمیق گڑھے میں گرتا جارہا ہے،

ہر طرف اُداسی ہی اداسی نظر آرہی ہے، آج پھر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر انتہائی کڑا وقت آپڑا ہے آج پھر گلشنِ اسلامی پر خزاں کے بادل منڈلا رہے ہیں..............

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل صلی اللہ علیہ وسلم وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دِین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں آج غریبُ الغرباء ہے

جس دین کے مدعُو تھے قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فُقراء ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے فرُوزاں
اب اُس کی مجالس میں نہ بتّی نہ دِیا ہے

جس دین کی حُجت سے سب اَدیاں تھے مغلُوب
اب مُعترِض اُس دین پہ ہر ہر زہ سَرا ہے

چھوٹوں میں اِطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کایاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدّت سے اِسے دَورِ زماں میٹ رہا ہے

جو قوم کہ مالک تھی عُلوم اور حِکَم کی
اب عِلم کا واں نام نہ حِکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گُم دَشت میں اِک قافِلہ بے طَبَ و دَرا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتُوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گِلہ ہے

دیکھے ہیں یہ دِن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ اُمت کے نگہبان صلی اللہ علیہ وسلم
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بِاَبِی اَنتَ وَاُمّی
دنیا پہ ترا لُطف سَدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تُو نے کِیا نیک سُلوک اُن سے کیا ہے

سو بار ترا دیکھ کر عَفو اور تَرَحُّم
ہر باغی و سَرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

برتاؤ ترے جبکہ یہ اَعداء سے ہیں اپنے
اعداء سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے

کر حق عزوجل سے دُعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دِلدادہ ترا ایک سے ایک اِن میں سوا ہے

ایمان جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے
وہ تیری محبت تری عِترت کی وِلا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی
اب تک وہیں قِبلہ تری اُمت کا رہا ہے

جس شہر نے پائی تری ہجرت سے سعادت
مکّے سے کشش اُس کی ہر اک دل میں سِوا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فِدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دُعا تیری کہ مقبولِ خدا عزّوجل ہے

خود جاہ کے طالب نہ ہیں عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سَدا ہے

(ماخوذ از رسالہ جوشِ ایمانی از امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! ان حالات میں اُمّید کی ایک روشن کرن ''دعوتِ اسلامی اور امیرِ اہلسنت مدظلہ'' کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ دُنیا بھر میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچانے کے لئے اور اس مَدَنی کام کو عام کرنے کے لئے اپنے اندر احساسِ ذِمہ داری پیدا کیجئے، دِین کے لئے قربانی دینے کا جذبہ پیدا کیجئے۔ اسلامی بھائیوں کی تعداد ہے جو دُنیا کمانے میں مصروف ہونے کی وجہ سے پہلے پہل درس و بیان اور مدنی قافلے چھوڑ دیتے ہیں، ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ عمامہ کے تاج، پھر نمازِ باجماعت کی نعمت سے محرومی کا آغاز ہوتا ہے اور نہ جانے کتنے ترک کردہ گناہوں کا سلسلہ پھر سے شروع ہوجاتا ہے۔ ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس طرزِ عمل سے شاید آپ کی دُنیا تو سنور رہی ہو لیکن ذرا غور تو کیجئے کہ آخرت کا نقصان کتنا بڑا ہورہا ہے؟ یاد رکھئے کہ گناہوں کی کثرت کے باجود نعمتوں کی فراوانی ربّ تعالیٰ کا انعام نہیں بلکہ اس میں سخت پکڑ کی جانب اشادہ ہے۔ جیسا کہ......

اللہ عزّوجل کی ڈھیل

حضرتِ سیّدُنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جب تم دیکھو کہ اللہ عزّوجل کسی بندے کے گناہ گار ہونے کے باوجود اس پر عطاؤں کی بارش برسا رہا ہے تو یہ اللہ عزّوجل کی اس کیلئے ڈھیل (یعنی مہلت) ہے۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیاتِ مبارکہ تلاوت فرمائی،

فلمّا نسوا ما ذُکروا بہٖ فتحنا علیھم ابواب کل شیٍٔ ط حتی اِذا فرحوا بِما اُوتوا اَخذنھم بغتۃ
فاِذا ھم مبلسون فقطع دابر القومِ الّذین ظلمُوا ط وَالحمدللّٰہِ ربِّ العالمین

ترجمۂ کنزالایمان : پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔ یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے تو جڑ کاٹ دی گئی

ظالموں کی اور اس خوبیوں سراہا اللہ ربُّ العزّت سارے جہاں کا۔" (پ۷، الانعام، ۴۴،۴۵)

(مسند احمد، ج۶، رقم ۱۷۳۱۳، ص ۱۲۲)

حضرت سیدُنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کی رَحمت سے مایوس ہونا، اللہ عزّ وجل کی مدد سے نااُمید ہونا اور اللہ عزّ وجل کی خفیہ تدبیر سے خود کو محفوظ تصوُّر کرنا کبیرہ گناہوں سے بڑھ کر ہے۔"

(مکارم الاخلاق، باب فیمن ظلم رجلا مسلما، ص ۳۵۹، رقم: ۱۲۵)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ بے وفا دُنیا نہ پہلے کسی کی ہوئی نہ اب ہوگی۔ اگر ہماری بقیہ زِندگی کی چند سانسیں بھی سنّتوں کی خدمت کے لئے قبول ہوگئیں تو ہماری دُنیا و آخرت سنور جائیگی، ان شاءَ اللہ عزّ وجل۔ اس دُنیا کے مال و اسباب کے پیچھے ہم کتنا ہی دوڑیں یہ پیٹ بھرنے والا نہیں ہے جیسا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے "اگر انسان کو سونے کی دو، وادیاں مل جائیں تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا، انسان کا پیٹ تو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔"

(بخاری، کتاب الرقاق، ص ۲۲۹، رقم: ۶۴۳۶)

ذرا غور تو کیجئے مال و اسباب اور آسائش جمع کرنے کا احساس ہمیں دِن رات کتنی مشقتوں میں مبتلا کرتا ہے۔ دِن بدن بڑھتی ہوئی مشقتوں کے باوجود ہمیں چین نہیں آتا، اور چین آئے بھی کیسے کہ ہمارا ربّ عزّ وجل فرما چکا ہے، "اے انسان تو میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا، میں تیرا سینہ غنٰی سے بھر دوں گا اور تیری غریبی دُور کردوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو تیرا ہاتھ کام کاج سے بھر دوں گا اور تیری فقیری بند نہ کرونگا۔" (مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ج۳، ص۱۰۸، رقم: ۵۱۷۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزّ وجل کا کروڑ کروڑ احسان ہے کہ ہم جسمانی طور پر صحت مند ہیں اور ایک تعداد ہے جنہیں فرصت بھی میسر ہوتی ہے مگر ہم اس نعمت کی پرواہ کئے بغیر اپنے شب و روز غفلت میں گزار رہے ہیں۔

دو نعمتیں

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، "دو نعمتیں ہیں جن میں لوگ بہت گھاٹے میں ہیں تندرستی اور فراغت۔"

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ج۳، ص۱۰۵، رقم: ۵۱۵۵)

پیارے اسلامی بھائیو! اکثر لوگ اپنا وَقت اور صلاحیتیں محض دُنیا کمانے میں صَرف کرتے ہیں حالانکہ دُنیا کی حقیقت تو یہ ہے کہ **محنت سے جوڑنا، مشقت سے اس کی حفاظت کرنا، حسرت سے چھوڑنا۔** لہٰذا آیئے ہم اپنی **ذِمہ داریوں کا احساس** کرتے ہوئے مدنی کاموں میں مصروفِ عمل ہوجائیں اور اپنے ربّ عزّ وجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگ جائیں۔ دعوتِ اسلامی کے مختلف شعبوں میں اپنا وقت صَرف کرکے اسے قیمتی بنائیں مثلاً مدنی قافلوں میں سفر کریں اور مدنی انعامات پر بھی عمل کریں، مدرسۃ المدینہ بالغان میں پڑھیں

یا پڑھائیں، مسجد و چوک درس میں بھی مصروف رہیں، تحصیل سطح کے اجتماعات میں بھی شرکت کریں، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت اور صدائے مدینہ کی دھومیں مچائیں، اس کے ساتھ گونگے بہرے اور نابینا اسلامی بھائیوں، جیل خانہ جات، مجلسِ رابطہ، شعبۂ تعلیم، تعویذات، جامعات، مساجد کی تعمیرات، I.T (انٹرنیٹ)، المدینۃ العلمیۃ، تفتیش کتب و رسائل اور دارالافتاء وغیرہ کے شعبوں میں بھی اپنی خدمات پیش کر کے اپنے ذِمہ دار ہونے کا کامل ثبوت دیں۔

جہاں (فیضانِ سنّت کے ابواب سے) دَرس نہیں ہو رہے وہاں درس جاری کروائیں، جہاں مدرسۃ المدینہ بالغان نہیں لگ رہے وہاں جاری کروئیں، اپنے حلقے سے ہر ماہ تین دِن کا مَدَنی قافِلہ تو ضرور بالضرور سفر کروائیں بلکہ احساسِ ذِمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ہر ماہ خود کو تین دِن، ہر ۱۲ ماہ میں ۳۰ دِن کے لئے اور عمر بھر میں ۱۲ ماہ کے مدنی قافلے میں سفر کے لئے پیش کریں۔

اپنا یہ ذِہن بنالیجئے کہ دعوتِ اسلامی میری اپنی تحریک ہے اور یہ کہ ''میں ہر وَقت ہر مَدَنی کام کرنے کے لئے تیار ہوں، اِن شاءَ اللہ عزّ وجلّ'' فکرِ مدینہ کو اپنا معمول بنالیجئے کہ بے عمل مبلغ کی زَبان میں تاثیر کیسے پیدا ہوگی، دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور اپنی اصلاح کی کوشش کے لئے فکرِ مدینہ بھی نہ کرنا کس قدر محرومی ہے۔ اس کے علاوہ اُمتِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہترین خیرخواہی کرتے ہوئے **عطاری** بنانا بھی ہماری ذِمہ داریوں میں شامل ہے کہ اس کے ذَرِیعے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی نصیب ہو جاتی ہے۔ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ''میں اپنے مریدوں کا قِیامت تک کے لئے توبہ پر مرنے کا (بفضلِ خدا عزّ وجلّ) ضامن ہوں۔'' (بهجة الاسرار، ص ۱۹۱، مطبوعة دار الكتب العلمية بيروت)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل اور کیسیٹوں کو فروخت اور تقسیم کرنا بھی ہماری ذِمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مَدَنی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ

''مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے، اِن شاءَ اللہ عزّ وجلّ''

تمت بالخیر والحمدللہ رب العلمین